Research Journal of Islamic Studies

Volume: 2 Issue: 1

Jan-Jun 2025

Page No: 16-24

The Govt. Sadiq College Women University Bahawalpur

https://journals.gscwu.edu.pk/index.php/mishkat-ulilm/about

ریاستی استحکام کے لئے رسول اکرم ﷺ کی سیاسی و عسکری حکمت عملی

The Political and Military Strategies of the Prophet Muhammad (SAW) for Achieving State Stability

Hafiza Mahgul
Bahawalpur, Pakistan.
Email: h.mahgul786bwp@gmial.com
ORCID: 0000-0003-4028-4397

Abstract

After the establishment of any state, the first and foremost taste is to establish peace and stability within that state without state stability, progress, prosperity and survival are impossible. This is why the Prophet Muhammad (SAW) strove to establish peace and stability in Madina immediately after the establishment of state of Madina. The Prophet not only managed internal affairs with good governance but also kept a close eye on external affairs under his excellent political and military strategy, he made the stability of the state possible through various means. He (SAW) ensured the peace, security, progress and prosperity of the state of Madina through battles, treaties and peace agreements, employing different military and political strategies in various context. His (SAW) political and military principles and strategies are apparelled.

Keywords: State Stability, Prosperity, Prophet Strategies, State of Madina

کسی بھی ریاست کے قیام کے بعد سب سے پہلا اوراہم کام اس ریاست میں امن واستحکام قائم کرناہے۔ریاستی استحکام کے بغیر ترقی خوشحالی اوربقاءناممکن ہے،یہی وجہ ہے کہ خاتم النبیین ﷺ نے ریاست مدینہ کے قیام کے فوراً بعد مدینہ منورہ کو مستحکم کرنے کے لیے اقدامات کیے۔آپ ﷺ نے نہ صرف داخلی امور کو حسن تدبیر سے سنبھالا بلکہ ریاست کے خارجی امور پر بھی گہری نظر رکھی ۔ آپ ﷺ نے اپنی بہترین سیاسی وعسکری حکمت عملی کے تحت مختلف طریقوں سے ریاست کااستحکام ممکن بنایا۔آپ ﷺ نے غزوات معاہدات اور صلح کے ذریعے مختلف حالات کے تناظر میں متعدد عسکری و سیاسی حکمت عملیوں سے ریاست مدینہ کے امن وامان ترقی اورخوشحالی کو یقینی بنایا۔آپ ﷺ کے سیاسی وعسکری اصول اور حکمت عملی بے مثال ہے۔

ریاست مدینہ کاتعارف

دنیاکی پہلی اسلامی مملکت عہد نبوی ﷺ میں ہجرت مدینہ کے بعد قائم ہوئی۔یہ ریاست اپنی نوعیت کی پہلی اسلامی ریاست تھی،جس کے تمام قوانین واصول وحی الٰہی کے عین مطابق تھے۔ہجرت نبوی ﷺ سے پہلے اہل مدینہ معاشرتی تفرقہ،مقامی جھگڑوں،بیرونی خلفشاراور شدید کشمکش پر مبنی ماحول میں زندگی بسر کررہے تھے۔اخلاقی اقدار مفقود تھے۔نبی اکرم ﷺ نے انتشارافتراق اور لاقانونیت کی کیفیت سے نکال کرمدینہ طیبہ کوایک مستحکم دینی ریاست میں بدل دیااورایک نئے علمی،سیاسی، فکری، دستوری، تمدنی، تہذیبی، معاشی اور سماجی دور کا آغاز فرمایا۔رسول اکرم ﷺ نے اسلامی ریاست کی تنظیم وتشکیل کے لئے وہ دائمی اصول وضع فرمائے جن پر آج بھی جدید ریاستوں کی بنیادیں استوار ہیں ریاست مدینہ کے نبوی اصول درج ذیل ہیں:

1. قانون کی حکمرانی وعلمبرداری
2. شہریت وقومیت کی تشکیل
3. ریاست کاتحفظ اور سلامتی[1]

ریاست مدینہ کی تعمیر وترقی کے اقدامات:

1۔تعمیر مسجد نبوی ﷺ:

جناب رسالتماب ﷺ نے مدینہ طیبہ تشریف لا کر سب سے پہلااوراہم کام مسلمانوں کے لئے کسی مرکز کے قیام کا کیا۔نبی اکرم ﷺ قصواءاونٹنی پر سوار تھے،وہ مختلف محلوں سے گزرتی ہوئی بحکم ربی بنی نجار کے محلہ میں پہنچی اور ایک کھلے میدان میں اس اونٹنی نے اپنے گھٹنے ٹیک دیے۔نبی اکرم ﷺ اونٹنی سے نیچے تشریف لے آئے۔معلوم کرنے پرپتاچلا کہ یہ زمین سہل اور سہیل نام کے دوبچوں کی جائیدادہے،جن کے والدرافع بن ابی عمروبن عائذ وفات پاچکے تھے۔اسی لئے آپ ﷺ نے بنی نجار کوبلایا تاکہ زمین کاسوداہوسکے۔دونوں بچے یہ زمین نبی اکرم ﷺ کوبطور نذرانہ پیش کرناچاہتے تھے، مگر آپ ﷺ نے بلاعوض زمین قبول کرنے سے انکار فرمادیا،چنانچہ دس مثقال قیمت طے پائی جوکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اداکی۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

دیدہ مثقال آنرا نخریدہ ازمال ابوبکر کہ دروقت ہجرت ہمرا بردہبود[2]

(یہ قطعہ زمین دس مثقال کے عوض خرید ا گیا یہ قیمت اس مال سے ادا کی گئی جو حضرت ابو بکر صدیق ہجرت کرتے وقت اپنے ہمرا لائے تھے)

مسجد نبوی کی تعمیر سے مسلمانوں کو ایک تبلیغی، تعلیمی اور روحانی مرکز دستیاب ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عظیم مسجد کی تعمیر کے بعد اس میں بہترین جامع خطبہ ارشاد فرمایا، جس نے ریاست مدینہ کی اہمیت کو اور زیادہ اجاگر کیا۔ اس اقدام کے کئی معاشرتی و سیاسی پہلو آہستہ آہستہ نمایاں ہوئے۔ یہ ابتدائی مسجد صرف ادائیگی عبادت کے لئے مختص نہ تھی بلکہ اس کی حیثیت ایک درسگاہ کی سی تھی۔ جس میں مسلمان احکامات ربانی سیکھتے تھے اور عرصہ دراز کے برسرپیکار قبائل باہم محبت و میل جول سے یہاں رہتے تھے۔ مسجد نبوی میں ہی اس عظیم اسلامی ریاست کا انتظام و انصرام طے کیا جاتا تھا اور مختلف عسکری مہمات بھیجی جاتی تھیں۔ اصحاب صفہ جیسے عظیم دانشور بھی اس درسگاہ کا عظیم شاہکار تھے۔ الغرض مسجد نبوی ﷺ کی حیثیت گویا ایک پارلیمنٹ کی سی تھی جیہاں مشاورت کی بناء پر انتظامی معاملات طے پاتے تھے۔

2-مؤاخات مدینہ: رسول پاک ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے وقت آپ ﷺ کو تین قسم کی اقوام سے سابقہ پیش آیا، جن میں سے ہر ایک کے ساتھ معاملات کی نوعیت بھی الگ تھی،

یہ تینوں اقوام مندرجہ ذیل تھیں:

1. آپ ﷺ کے پاکباز صحابہ کرام کی مشرف اور ممتاز جماعت
2. مدینہ کے قدیم اور اصلی قبائل سے تعلق رکھنے والے مشرکین جو اب تک ایمان نہ للائے تھے۔
3. یہودِ مدینہ[3]

ریاست کے استحکام کے لیے ضروری تھا کہ مکہ کے مہاجرین اور مدینہ میں ان کی نصرت کرنے والے انصار کے مابین خوشگوار تعلقات قائم کر لیے جاتے۔ اسی سیاسی و معاشرتی تقاضے کو پورا کرنے کی غرض سے رسول اکرم ﷺ نے مہاجرین وانصار کے مابین اخوت یعنی اسلامی بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا۔ یہ رشتہ اخوت اتنا مضبوط و مستحکم تھا کہ اس نے ہر طرح کے نسلی تفاخر، قبائلی عصبیت اور رنگ و نسل کے امتیاز کو پارہ پارہ کر دیا اور امن کے ساتھ وحدت امّت کا رنگ غالب آ گیا۔

اسلامی مؤاخات کے نظام پر علامہ سہیلی لکھتے ہیں:

" لِيُذْهِبَ عَنْهُمْ وَحْشَةَ الْغُرْبَةِ وَيُؤْنِسَهُمْ مِنْ مُفَارَقَةِ الْأَهْلِ وَالْعَشِيرَةِ وَيَشُدّ أَزْرَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ"[4]

"اخوت قائم کی تا کہ ان (مہاجرین) میں اجنبیت کے احساس کو ختم کیا جائے اور مہاجرین کی اہل وعیال سے جدائی کے وقت دل جوئی کی جائے اور ان کو باہمی تقویت کا ذریعہ بنایا جائے۔"

اخوت اسلامی کا رشتہ گہرا اور پر اثر تھا، اس نے اسلام کی تاریخ پر بہت گہرا اثر مرتب کیا۔ یہ رشتہ دراصل امت کے اتحاد کا آغاز تھا۔ اسی عظیم رشتے نے آنے والے وقتوں میں میدانِ جہاد میں کفر کو سر نگوں کرنا تھا۔

سورۃ الصف میں اسی بات پر روشنی ڈالی گئی ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ"[5]

"بے شک اللہ کو محبوب ہیں جو لوگ اس کی راہ میں پیر جما کر لڑے، گویا وہ سیسہ پلائی دیوار ہیں"

مہاجرین اور انصار کے مابین رشتہ مؤاخات کے نتائج دورس تھے، جس سے اسلام کو بہت فائدہ حاصل ہوا۔ یہ سراسر رسول اللہ ﷺ کی سیاسی بصیرت اور حسن تدبر ہے کہ آقا کریم ﷺ نے ترجیحی بنیادوں پر مؤاخات قائم کی۔

3-ریاست مدینہ کا محمدی منشور

مدینہ منورہ میں بسنے والی تین اقوام میں سے ایک اہم اور طاقتور قوم یہود تھی۔ وہ معاشی لحاظ سے بھی خوشحال تھے اور اہل کتاب ہونے کے سبب مدینہ کے اصل باشندوں سے ممتاز بھی تھے۔ لہٰذا ریاست کے اندرونی و بیرونی استحکام کے لیے ضروری تھا کہ یہود مدینہ کو بھی اپنے ساتھ ملایا جائے تاکہ دشمنان اسلام یعنی کفار مکہ کا ڈٹ کر سامنا کیا جاسکے اور یہودیوں کی جانب سے کسی قسم کی بدعہدی یا مخالفت کا خطرہ بھی باقی نہ رہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے ایک وسیع النظر منشور کی ضرورت درپیش تھی، جس میں مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کے دیگر باشندوں کو بھی شامل کیا جائے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی دستاویز تیار کی جس کے ذریعے مدینہ منورہ کے جملہ باشندوں کے مابین بلا امتیاز مذہب و قومیت ایک اتحاد عمل میں لایا گیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ الوثائق السیاسیۃ میں رقمطراز ہیں:

"بسم الله الرحمن الرحيم هذاالكتاب من محمدالنبي رسول الله بين المؤمنين والمسلمين من قريش وأهل يثرب ومن تبعهم فلحق بهم وجاهدمعهم.أنهم أمّة واحدةمن دون الناس"[6]

"شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے، یہ تحریری دستاویز اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی قریش، یثرب کے اہل ایمان اور ان لوگوں کے لئے ہے جو ان کی اتباع میں ان کے ساتھ شامل ہوں اور ان کے ہم راہ جہاد میں حصہ لیں یہ سب گروہ دنیا کے دیگر لوگوں سے ممتاز و ممیز ایک علیحدہ وحدت تصور کیے جائیں گے"

اس آئینی دستاویز کے پہلے جملے سے ہی واضح ہو رہا ہے کہ یہ چند جماعتوں یا فریقین کے مابین طے پانے والا معاہدہ نہیں ہے بلکہ حاکم اعلیٰ کی جانب سے قوت اقتدار رکھنے والے حاکم کا جاری کردہ فرمان ہے، جس کی پابندی ہر شخص پر طوعاً و کرہاً لازم ہے۔

یہ دنیا کا پہلا تحریری، آئینی دستور تھا جس نے ریاست مدینہ کا نظام یکسر بدل کر رکھ دیا۔ اس دستاویز میں 55 دفعات ہیں، اور یہ دورِ نبوی ﷺ کی قانونی عبارت اور دستاویز نویسی کا ایک انمول شاہکار ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں کتابت وحی یعنی قرآن وحدیث کے متن کو تحریر کرنے کا اہتمام تو کیا جاتا تھا مگر زیرِ بحث دستاویز کا لکھا جانا توجہ طلب ہے۔اس دستاویز سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ مدینہ کو شہری مملکت قرار دیتی ہے۔یہ دستاویز اس ریاست کا دستور ہے۔اسی کو سامنے رکھ کر یہودِ مدینہ کو بدعہدی کی سزا سنائی گئی اور دیگر فریقین سے معاملات طے پائے۔یہ دستاویز مکمل شکل میں ابن اسحاق اور ابوعبیدہ نے اپنی کتابوں میں محفوظ کرلی ہیں۔[7] بحیثیت حکمران رسول اکرم ﷺ کی یہ بہت بڑی سیاسی وسماجی کامیابی تھی، جس کی بدولت پوری مملکت کا اوراس میں رہنے والوں کا اختیار نبی اکرم ﷺ کے دستِ اقدس میں آ گیا۔جاہلی عرب معاشرے میں یہ اتنا تعجب انگیز انقلاب تھا جسے مغرب نے بھی محسوس کیا:

> "The first Arabic community with sovereign powers was established by Mohammad in the city of Madina not upon the basis of blood, which naturally tends to diversity but upon that of religion which is equally binding on all.[8]
>
> "تمام تر حاکمانہ اختیاراورافتدار کے ساتھ پہلا عرب معاشرہ جناب محمد ﷺ کے ہاتھوں شہر مدینہ میں قائم ہوا، لیکن خون کی بنیاد پر نہیں، جولا محالہ اختلافات کو جنم دیتا ہے، بلکہ دین کی بنیاد پر جس کا اطلاق ہر فرد پر یکساں طور پر ہوتا ہے۔"

4-ریاستی امن وامان کے لیے غزواتِ رسالتمآب ﷺ

مؤاخات مدینہ اور میثاق مدینہ کی کامیابی کے بعد نبی رؤف ورحیم ﷺ نے کلمۂ حق کو بلند کرنے کے لیے جدوجہد کی جسے جہاد یا غزوات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ملت اسلامیہ کے سیاسی استحکام اور ترقی کے نقطہ نظر سے یہ غزوات ازحد اہمیت کے حامل ہیں۔اسلامی جہاد کا تذکرہ کرتے ہوئے سیرت نگار دو الفاظ بکثرت استعمال کرتے ہیں۔وہ دو لفظ "غزوہ" اور "سریہ" ہیں۔غزوہ وہ چھوٹا یا بڑا لشکر ہوتا ہے جس میں سرکارِ دوعالم بنفس نفیس شریک ہوئے ہوں، خواہ اس غزوہ میں جنگ کی نوبت آئی ہو یا نہ بلکہ خواہ اس لشکر کے پیش نظر جنگ کے علاوہ کوئی اور مقصود ہو، اس کو غزوہ کہتے ہیں۔

اور وہ فوجی دستہ جس میں سرکار دوعالم ﷺ نے خود شرکت نہ فرمائی ہو، بلکہ اپنے کسی صحابی کو اس دستہ کا امیر مقرر کرکے روانہ فرمایا ہو، سریہ کہلاتا ہے سریہ کے لیے بھی ضروری نہیں کہ دشمنوں سے بالفعل جنگ ہوئی ہو یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ جنگ کرنے کی نیت سے روانہ ہوئے ہوں۔[9]

اسلام کی سربلندی اور کفر کے خاتمہ کی غرض سے جن بھی غزوات میں شرکت کی گئی، ان سب کی نوعیت، انداز اور نتائج انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ کبھی بھی نبی اکرم ﷺ نے ازخود جنگ کی ابتداء نہیں کی بلکہ ہمیشہ دشمن کو دفاعی حملے کی صورت میں جواب دیا۔غزوات کا مقصد دینِ اسلام کا غلبہ اور کلمۃ اللہ کی سربلندی تھا۔اس عظیم مقصد کے لیے آپ ﷺ نے مکی دور میں تیرہ سال انتہائی صبر و تحمل سے سنگین حالات کا صبر سے سامنا کیا۔کبھی دارارقم میں دعوت و تبلیغ کا کام کیا، کبھی شعبِ ابی طالب میں بھوک پیاس، اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں، تو کبھی طائف کے میدان میں حق کی سربلندی کی خاطر ظلم وستم برداشت کیے، مگر قربان جائیں نبی رحمت کے عفوودرگزر کے، کہ

آپ ﷺ نے نہ صرف دشمن کو معاف کیا بلکہ دعائے خیر بھی فرمائی۔ مگر جب باطل نے اپنی حدیں پار کرنا چاہیں تب جہاد کا حکم نازل ہوا اور نبی رحمت ﷺ نے جہاد کا آغاز فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے جن غزوات میں شرکت فرمائی وہ درج ذیل ہیں:

- الابواء: اس غزوہ کو ودّان بھی کہتے ہیں۔
- غزوہ بواط
- غزوہ صفوان، اسے بدر الاولیٰ بھی کہتے ہیں۔
- غزوۃ العشرۃ، غزوہ بدر الکبریٰ۔
- غزوہ بنی سلیم، اسے غزوہ قرقرۃ الکدر بھی کہتے ہیں۔
- غزوۃ السویق
- غزوہ غطفان
- غزوہ ذی امر
- غزوۃ الفرع
- غزوۃ بنی قینقاع
- غزوہ احد
- غزوہ حمراء الاسد
- غزوۃ بنی النضیر
- غزوۃ بدر الاخیر
- غزوہ دومۃ الجندل
- غزوۃ بنی مصطلق، اسے غزوہ مریسیع بھی کہا جاتا ہے۔
- غزوۃ خندق
- غزوۃ بنی قریظہ
- غزوۃ بنو لحیان
- غزوۃ حدیبیہ
- غزوۃ ذی قرد
- غزوۃ خیبر
- غزوۃ ذات الرقاع

- غزوۃ عمرۃ القضاء
- غزوۃ فتح مکہ
- غزوۃ حنین
- غزوۃ الطائف
- غزوۃ تبوک[10]

اسلام کا نظریہ جہاد نہ صرف مسلمانوں کے لیے انقلاب کا باعث بنا، بلکہ پورے عرب معاشرے کے لیے ایک عظیم ترین انقلاب کا باعث بنا۔ نبی اکرم ﷺ کی جنگی حکمت عملی میں دشمنوں کے لیے بھی سراسر رحمت پنہاں تھی، جس میں جبر واکراہ کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ آج بھی انسانیت نبی اکرم ﷺ کے جنگی اصولوں پر ناز کرتی ہے۔ اگر تمام غزوات کا بغور اور غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ کس طرح نبی اکرم ﷺ نے انتہائی قلیل جانی ومالی نقصان کے ساتھ عظیم مقاصد کا حصول ممکن بنایا، کس طرح بدامنی کو پُرامن طریقے سے ختم کیا۔ عدل وانصاف کا بول بالا فرمایا، قانون کی بالادستی قائم کی، جنگی قیدیوں اور مقتولین کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرمایا۔ غزوات النبی ﷺ کے مطالعے سے نبی اکرم ﷺ کی جنگی تدابیر مثلاً دشمن کی تیاری اور اس کی نقل وحرکت سے باخبر رہنا۔ میدانِ جنگ اور پڑاؤ کا مناسب تعین، اپنی کمزوری کو دشمن پر ظاہر نہ ہونے دینا، قلت سازوسامان کے باوجود قوّت ایمانی کا مظاہرہ، اتحاد ویگانگت، کا علم ہوتا ہے اور ان سب میں سب سے اہم قوّت جو ہر موقع پر کام آئی وہ اخلاقی قوّت تھی، جس کی تربیت آپ ﷺ اپنے اصحاب کو ہر موقع پر دیتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے انسانی جان ومال کے احترام کا ہمیشہ خود بھی خیال رکھا اور اپنے غازیوں اور مجاہدین کو بھی اس کے احترام کی تلقین کی۔ یہ وہ خوبیاں ہیں جو آپ ﷺ کی عسکری حکمت عملی اور حسن انتظام کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

5-معاہدات صلح وامن

رسول اکرم ﷺ نے ریاست مدینہ کے استحکام کی غرض سے غزوات کے ساتھ ساتھ معاہدات امن وصلح کے ذریعے بھی جدوجہد کی۔

عیون الاثر میں موجود ہے:

"وكتب رسول الله صلى الله عليه وسلم كتابابين المهاجرين والأنصار،ووداع فِيهِ يَهُودَوَعَاهَدَهُمْ،وَ أَقَرَّهُمْ عَلَى دِينِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ،وَشَرَطَ لَهُمْ وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ"[11]

"اور رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان ایک دستاویز لکھی، اور اس میں یہود (یہودیوں) کے ساتھ صلح کی، ان سے معاہدہ کیا، ان کے دین اور ان کے اموال پر انہیں برقرار رکھا، ان کے لیے کچھ شرائط مقرر کیں اور ان سے بھی کچھ شرائط لی گئیں۔"

کتب سیرت بالخصوص سیرت ابن اسحاق، سیرت ابن کثیر اور طبقات ابن سعد کے مطالعے سے دورِ نبوی کے درج ذیل معاہدات کی تفصیل ملتی ہے:

- عقد مؤاخات

- میثاق مدینہ
- قبیلہ جہینیہ سے معاہدہ
- معاہدہ بنو مدلج
- بنو ضمرہ سے معاہدہ
- معاہدہ بنو ضمار
- معاہدہ بواط
- معاہدہ اشجع
- بنی زرعہ اور بنو ربیعہ سے معاہدہ
- معاہدہ حدیبیہ
- معاہدہ بنو عریض وبنو غازیہ
- خیبر کا معاہدہ
- معاہدہ فدک
- معاہدہ نجران[12]

ان تمام معاہدات کا مقصد مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کے حقوق کا تعین اور تحفظ تھا۔ نبی پاک ﷺ نے بطورِ حکمران ریاستی احکامات کی پاسداری کو یقینی بنایا اور معاہدات کی تمام شقوں پر عمل درآمد فرمایا۔ آپ ﷺ نے عہد شکنی کرنے والے گروہوں کو سزا بھی دی اور معاہدات کی پاسداری کرنے والوں کی جان، مال، عزت وآبرو کے تحفظ کا خیال بھی رکھا۔ اندرونی وبیرونی شورشوں سے نمٹنے کے لیے معاہدات نبوی ﷺ ایک بہترین حکمت عملی ثابت ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے نہ صرف اپنے حلیفوں کا اور حامیوں کا ساتھ حاصل کیا بلکہ اپنے دشمنوں کو بھی معاہدات کے ذریعے اپنا حلیف ومددگار بنالیا۔ مختلف قبائل سے معاہدات ہوں یا معاہدہ حدیبیہ ہو، سب ہی آنے والے وقتوں میں اسلام کی فتح ونصرت کا پیش خیمہ ثابت ہوئے اور اسلام کو غلبہ نصیب ہوا۔

خلاصہ بحث

نبی اکرم ﷺ نے بحکمِ خدا ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ منورہ میں ایک اسلامی ریاست قائم کی، جس کے امن واستحکام کے لیے آپ ﷺ نے بطورِ حکمران سیاسی، عسکری، انتظامی اور معاشرتی اقدامات کیے۔ آپ ﷺ نے مہاجرین وانصار کے ساتھ ساتھ یہودِ مدینہ اور دیگر قبائل مدینہ سے معاہدات کیے، جن سے آپ ﷺ نے بیرونی دشمنوں سے نمٹنے کے لیے بہترین حکمت عملی کا مظاہرہ کیا معاہدات کے ساتھ ساتھ موقع ومناسبت کے تحت غزوات کا بھی سلسلہ جاری کیا اور اسلام کی سربلندی کو ممکن بنایا۔ آپ ﷺ نے بہترین عسکری حکمت عملی کے

ذریعے دشمنوں کی تجارتی شاہراہوں اور حساس مقامات کو اپنی نگرانی میں لیا اور ریاستی مفادات کو اوّلین بنیادوں پر ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے نہ صرف ریاست کا دفاع ممکن بنایا بلکہ ریاستی امن وامان اور معاشی و معاشرتی خوشحالی کو بھی اس بہترین سیاسی، عسکری حکمتِ عملی کے تحت قائم کیا۔

حوالہ جات

[1] حسن محی الدین قادری، دستور مدینہ اور فلاحی ریاست کا تصور (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2023ء) 18۔

[2] شاہ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوت، 2/96۔

[3] صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم (لاہور: المکتبہ السلفیہ، 2000ء) 244۔

[4] أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي، الروض الأنف في شرح السيرة النبوية لابن هشام (بيروت: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الطبعة الأولى، 1421ھ-/2000م) 4/178۔

[5] الصف (61):4۔

[6] محمد حميد الله الحيدر آبادي الهندي، مجموعة الوثائق السياسية للعهد النبوي والخلافة الراشدة (بيروت: دار النفائس-الطبعة: السادسة-1407) 1/59۔

[7] ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اللہ کی حکمرانی وجانشینی (المکتبۃ الرحمانیہ، 2006ء) 45۔

[8] Hewy smith Williams, The Historian's history of the world (Morrison and Gibb Limited Edinburgh 1907) VIII, P:291.

[9] امام ابو محمد ابو زھرہ، خاتم النبیین (قاھرہ: دارالفکر العربی، 1981ء) 2/577۔

[10] الازھری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1994ء) 3/262۔

[11] محمد بن محمد بن محمد بن أحمد، ابن سيد الناس، عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير (بيروت: دار القلم-الطبعة: الأولى، 1414/1993) 1/227۔

[12] ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع الزھری، کتاب الطبقات الکبریٰ (قاھرہ: مکتبۃ الخانجی، 2001ء) 2/43۔